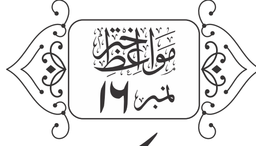


گمراہی کے اندھیرے اور سُنّت کا نور

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



گمراہی کے اندھیرے

اور

سُنّت کا نور

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اِدارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جُملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرتِ اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گمراہی کے اندھیرے اور سنّت کا نور

نام واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: ۳۰/رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶/اپریل ۱۹۹۰ء بروز جمعرات بعد ظہر اور ۲۷/اپریل ۱۹۹۰ء بعد فجر

مقام: مسجدِ اشرف، گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور،
حالات وواقعات حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعتِ دوم: محرم ۱۴۳۸ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۶ء

ناشر: اِدارۃ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

حالات و واقعات حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ



گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

دین کا ایک مسئلہ سیکھ لینا ایک سو رکعت سے افضل ہے

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ دین کا ایک مسئلہ سیکھ لینا سو رکعت نفل سے افضل ہے اور دین کا ایک مضمون سیکھ لینا ایک ہزار رکعت سے افضل ہے:

((لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ مِائَۃَ رَکْعَۃٍ وَّلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِہٖ اَوْ لَمْ یُعْمَلْ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تُصَلِّیَ اَلْفَ رَکْعَۃٍ))

(ابن ماجہ: (قدیمی)، باب فضل من تعلم القرآن و علمہ، ص۲۰)

اس زمانہ میں ہم اتنی عبادت کیسے کر سکتے ہیں؟ اس لئے جب دین سیکھنے کا کوئی موقع ملے تو مفت میں سو رکعت یا ایک ہزار رکعت کا ثواب لے لیں۔

روشنی بند کر کے اجتماعی طور پر رونا بدعت ہے

میرے پاس ایک صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ ہماری مسجد کے امام صاحب طاق راتوں میں لائٹ بند کر کے خوب روئے اور خوب رلایا تو اس طرح سے روشنی بند کر کے اجتماعی طور پر رونا کیسا ہے؟ کیا صحابہ کے زمانہ میں یہ طریقہ جاری تھا؟ انہوں نے بتایا کہ وہ مفتی صاحب کے پاس بھی گئے تھے، انہوں نے اسے بدعت بتایا ہے۔ اللہ کی یاد میں رونے کے لئے میں بخاری شریف کی

حدیث شریف سناتا ہوں:

((رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ))

(صحیح البخاری:(قدیمی)،باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ،ج ۱ ص ۹۱)

جو مسلمان تنہائی میں، اکیلے میں ایک آنسو بہا دے، تنہائی میں خوفِ خدا سے اپنے گناہوں کو یاد کرکے، قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کی گرمی کی شدت کو یاد کرکے، اللہ کی پکڑ اور اللہ کا عذاب یاد کرکے رو پڑے، چاہے آنسو کے چند قطرے ہی کیوں نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے۔تو تنہائی کی قید کیوں ہے؟ میں نے ایک بڑے مفتی صاحب سے یہ جملہ سنا ہے کہ تنہائی میں آنسو کا ایک قطرہ رولینا مجمع میں مٹکا بھر رونے سے افضل ہے۔

لوگوں کو رلانے کی نیت سے رونا ریا اور دکھلاوا ہے

اور یہ انہوں نے اسی حدیث سے بیان کیا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا جو آدمی تنہائی میں روئے۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنسوؤں کی قیمت کے لئے تنہائی کی قید لگارہے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجمع میں رونا حرام ہے، اگر آپ مجمع میں بیٹھے ہوں اور بے اختیار رونا آجائے تو رو لیجیے، میری تقریر میں بعض لوگ رونے لگتے ہیں حالانکہ مجمع ہوتا ہے، تو مسئلہ یہ ہے کہ اس کا اہتمام نہ کیجیے کہ لائٹ بند کی جارہی ہے، باقاعدہ دور دور سے لوگ آرہے ہیں اور اس دن ایک قسم کا خاص جشن کا ماحول ہوتا ہے۔شاید آپ کو یقین نہ آئے کہ ایک خاتون نے فون پر مجھے بتایا کہ میرا شوہر امام ہے، مولانا ہے اور وہ ستائیسویں رات کو سب کو رلاتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ تم بھی شیشہ دیکھ کر آواز اور صورت کو ایسا بنانے کی مشق کرو کہ عورتوں کو رونا آجائے، دوسروں کو رلانے کی مشق کرو لیکن مجھے مشق کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔تو ایک تو ہے

اصلی رونا اور ایک ہے مشقی رونا، رونے کی ٹریننگ کرنا، تو اس نے کہا کہ یہ بات مجھے سمجھ میں نہیں آتی۔ واقعی یہ بات ہے کہ اگر یہ چیز اچھی ہوتی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ نبوی میں جمع کر کے طاق راتوں میں اجتماع فرماتے اور یہ چیز چھپ نہیں سکتی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے نبی اپنی امت کو دین کے پہنچانے میں بخیل نہیں ہیں، لہٰذا اگر یہ چیز اچھی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ضرور سکھاتے۔

عیدگاہوں میں عید کے اجتماع کے منکرات

اس لئے دوستو! ایک بات یہ عرض کرنی تھی کہ الحمدللہ میں نے اس مسجد میں عید کی نماز اسی لئے شروع کی ہے کہ ہم اپنے اکابر اور بزرگوں کے طریقہ پر زندگی گذار سکیں ورنہ تو عید کی نماز عیدگاہوں میں پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن اگر ثواب کے ساتھ عذاب کا خطرہ ہو جائے کیونکہ آج کل عیدگاہوں میں فوٹو گرافر پہنچ جاتے ہیں، مسجد کی دریاں عیدگاہ میں لے جائی جاتی ہیں، اور وہ مسائل جن کا عوام میں رواج پڑ چکا ہے ان مسائل کو امام عید کے مجمع میں بیان کرنے سے ڈرتا ہے کہ مسجد کا صدر، سیکرٹری ناراض ہو جائیں گے اور ہم کو نوکری سے نکال دیں گے، اس لئے وہاں جانے سے بچنا چاہیے۔ الحمدللہ! اختر کسی صدر، سیکرٹری کا محتاج نہیں ہے، اللہ کا کروڑ کروڑ شکر ہے، میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ؎

نہ بندہ ہو کسی بندے کے بس میں
تڑپ کر رہ گئی بلبل قفس میں

اپنے بیٹے سے کہتا ہوں کہ ابّا کی باتیں سن لو، میرے کالے بال بزرگوں کی صحبت میں سفید ہوئے ہیں، اٹھارہ سال کی عمر میں شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی توفیق ہوئی جو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے،

اٹھارہ سال کی عمر میں میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی اور پھر اللہ نے ان کے ساتھ رہنے کی اتنی توفیق دی کہ میرے کالے بال سفید ہوگئے اور ناظم آباد میں سن ۱۹۶۳ء میں میرے سامنے میرے شیخ کی روح پرواز ہوئی، الحمدللہ میں نے کبھی بے وفائی نہیں کی۔ میری سب کمزوریاں ایک طرف لیکن اللہ تعالیٰ نے محبت کے معاملہ میں مجھے ہمیشہ وفادار رکھا، محبت کی وفاداری محبت والا ہی کرسکتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زاہدِ خشک تو بِک سکتا ہے مگر خدا کا عاشق کبھی نہیں بِک سکتا، خدا کے عاشق کبھی فروخت نہیں ہوسکتے، وہ بکاؤ مال نہیں ہوتے، اللہ کی محبت والا جان دے دے گا مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرے گا۔

اللہ کا عاشق ہمیشہ وفادار ہوتا ہے

یہ بات قرآن سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مرتدو! اسلام سے پھرنے والو! تمہارے مقابلہ میں میں ایک قوم پیدا کروں گا **یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ** اللہ ان سے محبت فرمائے گا اور وہ لوگ اللہ سے محبت فرمائیں گے۔ علماء لکھتے ہیں کہ اللہ نے اس قوم میں محبت کا مادّہ رکھا ہے، وفاداری رکھی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کبھی مرتد نہیں ہوں گے کیونکہ وہ اہلِ محبت ہوں گے، ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا کیونکہ اگر یہ خدا کے عاشق بھی مرتد ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ ان کو مرتدین کے مقابلہ میں نہ بیان کرتا، آدمی مقابلہ میں جب کسی کو پیش کرتا ہے تو مضبوط تگڑا پیش کرتا ہے کیونکہ اس کی شکست سے پیش کرنے والے کی شکست لازم آتی ہے، اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں:

﴿مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ﴾

(سورۃ المآئدۃ: آیۃ ۵۴)

تم میں سے جو شخص دین سے مرتد ہوجائے گا تو اللہ ان کے مقابلہ میں

ایک ایسی قوم پیش کرے گا جس سے اللہ محبت فرمائیں گے اور وہ اللہ پاک سے محبت کریں گے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں اور علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے عاشقوں کی محبت کو بعد میں بیان کیا اور اپنی محبت کو پہلے بیان کیا، اس میں کیا راز ہے؟

((قَدَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَحَبَّتَهٗ لَهُمْ عَلٰى مَحَبَّتِهِمْ لَهٗ لِاَنَّهُمْ يُحِبُّوْنَ اللّٰهَ بِفَضْلِ حُبِّ رَبِّهِمْ لَهُمْ))

(روح المعانی:(رشیدیہ)، ج ٦ ص ٤٥٦؛ التفسیر الکبیر: ج ١٢ ص ٣٨١)

فرماتے ہیں کہ اس میں یہ راز ہے کہ اللہ کے عاشق جو اللہ سے محبت کررہے ہیں وہ اپنے رب کی محبت کے فیضان کی وجہ سے محبت کررہے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ان سے جو محبت کررہا ہے اس کا عکس ان کے دل پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اگر اللہ نہ چاہے تو میں نے علماء کے گھر میں، اولیاء اللہ کے گھر میں شیطان دیکھا ہے، لڑکا نالائق نکل گیا اور شیطانوں کے گھر میں یعنی سارا خاندان بددین، بے نمازی، ماں بہن کی گالیاں بکنے والوں میں میں نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ ولی اللہ ہے، رات دن اللہ والوں کی محبت اور ان کی صحبت میں آنا جانا ہے۔ تو شیطان کے گھر میں ولی اور ولی کے گھر میں شیطان پیدا ہوسکتا ہے، ایک شاعر کہتا ہے۔

لاوے بت خانے سے وہ صدیق کو
کعبے میں پیدا کرے زندیق کو

ابوجہل کعبہ میں پیدا ہوا تھا، اس کی ماں طواف کررہی تھی، نو مہینے پورے ہوگئے تھے، اسی وقت وہ بقول ایک دوست کے بھد سے گرا کیونکہ اس کا احترام جائز نہیں ہے،

کافروں کا احترام جائز نہیں ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ابّا کافر تھے مگر ان کی اولاد کو اللہ نے صدیق اکبر بنا دیا اور ان کی برکت سے ان کے ابّا کو بھی صحابی بنا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چار پشت صحابی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کے مقابلہ میں کسی اور صحابی کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے کہ اس کی چار پشتیں صحابی ہوں، حضرت ابوبکر صدیق خود صحابی، ان کے ابّا صحابی، آپ کے بیٹے صحابی اور آپ کے پوتے صحابی۔ محدثین لکھتے ہیں کہ لاکھوں صحابہ میں سے یہ نعمت کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہے کہ جن کی چار پشتیں صحابی ہوں۔ ایسے ہی اس امت میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ نعمت حاصل ہے کہ ان کی تین پشتوں میں ولی اللہ گذرے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ تھے، ان کے چاروں بیٹے ولی اللہ تھے۔ شاہ رفیع الدین صاحب، شاہ عبدالعزیز صاحب، شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے پوتے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو بالاکوٹ میں سکھوں سے لڑے تھے ولی اللہ تھے، تو ان کی تین پشتیں ولی اللہ تھیں۔ الحمد للہ! میں نے دہلی میں پچھلے سفر میں ان کے چاروں بیٹوں کی زیارت کی ہے، ایک ہی جگہ سب لیٹے ہوئے ہیں۔ مجھے بہت تمنا تھی کہ میں شاہ ولی اللہ کے چاروں بیٹوں کی قبروں کی زیارت کروں، چاروں بیٹے اکابر علماء اور مفسرین میں سے تھے، بس ان کی زیارت کر کے دل خوش ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی برکت سے ہم سب کو اپنی محبت کا ذرہ عطا کر دے، ایک ذرۂ درد بھی دے دے تو اللہ کا ذرہ بھی بہت بڑا ہے، جب کریم دیتا ہے تو اپنی شان کے اعتبار سے دیتا ہے۔

ایک شخص نے ایک کریم اور سخی سے کہا کہ ایک بوتل شہد دے دو تو

اس نے ایک مشک دے دیا، خادم نے کہا کہ حضور اس نے تو ایک بوتل شہد مانگا تھا اور آپ نے مشک بھر کے دے دیا تو اس سخی نے جواب دیا کہ اس نے اپنے ظرف کی شان کے مطابق مانگا تھا، میں نے اپنے ظرف کی شان کے مطابق دیا، تو اللہ کی شان کیا ہوگی؟ جب اللہ دے گا تو کتنا دے گا، جس کو دیتا ہے خوب دیتا ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ

آپ لوگوں نے بچپن میں پڑھا ہوگا کہ حاتم طائی بہت بڑا سخی تھا، اس کے بیٹے عدی بن حاتم صحابی ہوئے، ان کا جب ارادہ ہوا کہ ایمان لے آؤں لیکن ان کو شک سا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بادشاہ ہیں یا نبی ہیں، بادشاہت اور نبوت کے بارے میں تھوڑا سا وسوسہ تھا، لہٰذا یہ مدینہ شریف اس نیت سے حاضر ہوئے کہ میں پہچان لوں کہ یہ سچے نبی ہیں یا بادشاہ ہیں؟ لہٰذا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں جا کر دیکھا کہ قیصر و کسریٰ اور شام کے سفیر آئے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب کوئی وفد یا کسی ملک کے سفیر آتے تو بہترین لباس پہنتے تھے اور سفر میں یا اہم مواقع پر اونچی ٹوپی پہنتے تھے ورنہ چپٹی پہنتے تھے:

((کَانَ اِذَا قَدِمَ عَلَیْہِ الْوَفْدُ لَبِسَ اَحْسَنَ ثِیَابِہٖ))

(کنز العمال: باب اللباس، رقم ۱۸۲۸۳۔ شمائل الشریفہ للسیوطی، ج ۱ ص ۳۶۶)

تو معلوم ہوا کہ اگر کسی معزز محفل میں جانا ہو تو اچھا لباس پہننا یہ بھی سنت ہے، اس وقت الول جلول رہنا گویا دین کو بے عزت کرنا ہے۔

دین کے خادمین کی وضع قطع شاندار ہونے کی حکمت

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جب مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر لیٹے ہوئے ہوتے تھے تو اٹھ کر بیٹھ جاتے تھے، عمامہ باندھتے تھے پھر جواب دیتے تھے اور فرمایا کہ فتویٰ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ہم تو نائب ہیں، قرآنِ کریم کی آیت ہے:

اَللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ (سورۃ النساء:آیۃ ۱۲۷) اللہ تم کو فتویٰ دیتا ہے۔ تو اصل مفتی تو اللہ ہے، ہم اللہ کا سرکاری کام کر رہے ہیں تو سرکاری کام کو شاندار لباس میں کرنا چاہیے۔ اس لئے علماء کرام اور داڑھی والوں کو چاہیے کہ اچھے لباس میں رہیں تا کہ دنیا دار یہ نہ سمجھیں کہ داڑھی ٹوپی والے سب کنگال ہوتے ہیں، اللہ جتنی حیثیت دے اس کے مطابق شاندار لباس پہنو مگر اپنے کو بڑا مت سمجھو، اللہ سے یہ کہتے رہو کہ اے اللہ مجھے میری نظر میں چھوٹا کر دے اور اپنے بندوں کی نظر میں بڑا کر دے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۲ ص ۸۲، رقم الحدیث ۳۶۷۲)

اے اللہ! مجھے میری نظر میں چھوٹا کر دے لیکن لوگوں کی نظر میں بڑا کر دے۔

تو یہ تحقیق کرنے کے لئے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ منورہ آئے، دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت آئی، اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِجْلِسِیْ فِیْ اَیِّ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَۃِ شِئْتِ اَجْلِسْ اِلَیْكِ
فَخَلَا مَعَھَا فِیْ بَعْضِ الطُّرُقِ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، ج ۲ ص ۲۵۶ و الشمائل المحمدیۃ للترمذی: رقم ۳۱۴)

مدینہ کی جس گلی میں تو چاہے مجھ سے سوال کر لے، میں تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جاؤں گا اور تجھے جواب دوں گا۔ بس اتنا کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور مدینہ کی گلی میں زمین پر بیٹھ گئے اور بڑھیا کے سوال کا جواب دیا۔

((فَقَامَ وَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰی بَیْتِہٖ فَوَاللہِ اِنَّہٗ لَعَامِدٌ بِیْ اِلَیْہِ اِذْ لَقِیَتْہُ
امْرَأَۃٌ ضَعِیْفَۃٌ کَبِیْرَۃٌ فَاسْتَوْقَفَتْہُ فَوَقَفَ لَھَا طَوِیْلًا تُکَلِّمُہٗ فِیْ
حَاجَتِھَا قَالَ قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ وَاللہِ مَا ھٰذَا بِمَلِكٍ ..... قَالَ اَسْلَمْتُ))

(البدایۃ والنھایۃ: (دار احیاء التراث)، ج ۵ ص ۷۷)

حضرت عدی بن حاتم سمجھ گئے کہ یہ بادشاہ نہیں ہیں نبی ہیں، کوئی

بادشاہ اپنے نفس کو اتنا نہیں مٹا سکتا لہٰذا کلمہ پڑھ کر فوراً اسلام لے آئے۔

ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ خاندانی آدمی ہیں، میری شادی ہورہی ہے، آپ کے یہاں جو بڑے بڑے برتن دیگ وغیرہ ہیں وہ مجھے استعمال کے لئے دے دیجئے، ہر آدمی تو بڑے برتن نہیں رکھتا ہے تو انہوں نے پورا نظم معلوم کرلیا کہ کس دن برتن چاہئیں؟ اس دن عین وقت پر پکی پکائی دیگ اور کھانا لاکر پیش کردیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے تو آپ سے خالی برتن مانگے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں خالی برتن دیتا تو میرے باپ حاتم کی اہانت اور توہین ہوجاتی کیونکہ میرا باپ سخاوت میں مشہور تھا، اس کی تاریخِ سخاوت میں دھبہ لگ جاتا، اس لئے میں کھانا پکا کر لایا ہوں۔

حضرت والا دامت برکاتہم کے والد صاحب کی فہم

تو میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، خدا نہ کرے کہ کوئی کسی مخلوق کا محتاج ہو۔ آج علماء بے چارے تنخواہوں پر گذارا کرتے ہیں لیکن اگر کوئی اللہ والا عالم ہو تو وہ تنخواہ کی پرواہ نہیں کرے گا، اللہ پر نظر رکھے گا لیکن اکثریت ایسی ہے کہ بے چارے تنخواہ دینے والوں سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا علماء کو کار بھی دے اور کاروبار بھی دے اور دل میں ایمان بھی دے، دل میں یار ہو یعنی دل میں اللہ ہو اور باہر کار بھی ہو اور کاروبار بھی ہو۔ اللہ کا شکر ہے کہ میرے والد نے پہلے مجھے حکمت پڑھائی یعنی حکیم بنایا حالانکہ میں نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے پہلے عالم بنادیں، میرے ابّا نے فرمایا کہ نہیں پہلے تم حکیم بن جاؤ تاکہ اپنی پیٹ کی روٹیوں کو تم قوم کے ذمہ نہ ڈالو، خود کماؤ اور اللہ کا دین اللہ کے لئے پھیلاؤ، اللہ تعالیٰ میرے والد صاحب کی بے حساب مغفرت فرمائیں اور میرے والدین کے اور آپ لوگوں کے والدین کے

درجات کو بلند فرمائیں، انہوں نے یہ بہت بڑی سمجھ کی بات کہی تھی۔ الحمدللہ! انہوں نے مجھ پر یہ احسان کیا، آج دواخانے اور کتب خانے سے ہمارے روزی کے کام چلتے ہیں۔

رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو

تو میں عرض کر رہا تھا کہ لائٹ بجھا کر اجتماعی رونے سے بہتر ہے کہ آپ تنہائی میں چند آنسو بہادیں، یہ مٹکا بھر اجتماعی رونے والے آنسوؤں سے افضل ہے۔ اب ایک صاحب نے اسی مسجد میں ایک سوال پوچھا ہے کہ کوئی ترکیب بتادیں کہ جس سے مجھے اللہ تعالیٰ کی یاد میں خوب رونا آئے، دعا میں اور توبہ استغفار میں خوب رونا آئے، اس کی ترکیب کیا ہے؟ اصل میں رونا نہ آنے کا سبب کبھی دل کی سختی بھی ہوتا ہے، لیکن اگر رونا نہ آئے تو بھی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں لگتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ان ماموں پر اتنا فخر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ سعد بن ابی وقاص میرا ماموں ہے، کوئی میرے ماموں جیسا لائے، ان کے تیر کا نشانہ بہت زبردست تھا، جہاں نشانہ لیتے تھے تیر وہیں پہنچتا تھا اور یہ اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دو دعائیں کی تھیں:

((اَللّٰھُمَّ سَدِّدْ سَھْمَہٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَہٗ وَکَانَ مِنَ الْعَشَرَۃِ الْمُبَشَّرَۃِ بِالْجَنَّۃِ وَھُوَ اٰخِرُ الْعَشَرَۃِ مَوْتًا))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج ۱ ص ۳۵۶)

اے اللہ! میرے سعد کے تیر کا نشانہ درست کردے اور اس کی دعا کو ہمیشہ قبول فرما۔ چنانچہ یہ ایسے مستجاب الدعوات تھے کہ لوگ ان سے دعا کروایا کرتے تھے۔ اور یہ اَحَدُ الْعَشَرَۃِ بھی ہیں اور اٰخِرُ الْعَشَرَۃِ بھی ہیں یعنی ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جن کے لئے جنت کی بشارت دی گئی تھی

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے انتقال سے یہ مبارک طبقہ ختم ہوگیا تھا۔

تو یہ روایت کرتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا))

(سنن ابن ماجہ: (قدیمی)؛ باب الحزن والبکاء؛ ص ۳۰۹)

روؤ، آنسو نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنا لو، اللہ کی یاد میں رونا افضل ہے، رونے کی فضیلت اتنی زیادہ ہے کہ جب آنکھوں سے آنسو نکلیں تو ان کو پورے چہرہ پر پھیلا لو۔

اللہ تعالیٰ کی یاد میں نکلے ہوئے آنسو کی قیمت

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ یَّخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْہِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ کَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْھِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ۔ رواہ ابن ماجۃ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب البکاء والخوف؛ ص ۴۵۸)

جہاں جہاں یہ آنسو لگ جائیں گے اس حصہ پر جہنم کی آگ حرام ہوجائے گی تو رونا اتنا بڑا کام ہے، ان آنسوؤں کی اتنی قیمت ہے کہ جہاں جہاں یہ آنسو لگ جائیں گے اتنے حصہ پر دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی۔

بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اور ہندو راجہ کے لڑکے کا واقعہ

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر چہرہ جنت میں چلا گیا اور باقی دھڑ دوزخ میں جلا تو کیا فائدہ ہوگا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اُس کریم سے ایسا ناممکن ہے کہ وہ ہمارا تھوڑا سا جزو قبول کرکے باقی جہنم میں ڈال دے، جس کا ایک جزو بھی قبول کریں گے اس کا پورا جسم ہی جنت میں داخل کردیں گے اور

پھراس پرایک قصہ سنایا کہ ایک ہندوراجہ مرگیا تواس کالڑکا عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دہلی کے شاہی قلعہ میں آیا اور کہا کہ حضور! میرے رشتہ داروں کی نیت خراب ہوگئی ہے، وہ میرے باپ کی گدی پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ میں یتیم ہوگیا ہوں لہٰذا آپ کی مہربانی ہوگی کہ آپ مجھے دوسطر لکھ دیں تاکہ یہ رشتہ دار میرے باپ کی گدی مجھ سے چھین نہ لیں۔ عالمگیر اس وقت حوض میں نہا رہے تھے، انہوں نے اس لڑکے کے دونوں بازو پکڑ کر کہا کہ تجھے اس حوض میں ڈال دوں؟ حوض زیادہ گہرا تھا، تو وہ لڑکا زور سے ہنسا تب عالمگیر کو غصہ آیا اور کہا کہ تم تو پاگل اور بےوقوف معلوم ہوتے ہو، اس وقت تم کو کہنا چاہیے تھا کہ حضور! آپ مہربانی کرکے ہم کو نہ ڈبویئے لیکن تم ہنس رہے ہو، معلوم ہوا کہ تمہاری عقل کے اسکرو کچھ ڈھیلے ہیں تم ریاست کیا چلاؤ گے؟ کیسے تمہیں راجہ بنادوں؟ تو اس نے کہا کہ حضور! پہلے میرے ہنسنے کی وجہ تو پوچھئے پھر جو چاہے آپ فیصلہ کرلیں کہ میں ہاف مائنڈ ہوں یا نِل مائنڈ ہوں۔ تو عالمگیر نے کہا کہ اچھا بتاؤ! تم کیوں ہنسے؟ اس نے کہا کہ میں اس لئے ہنسا کہ آپ بادشاہ ہیں اور بادشاہوں کو اللہ اقبال اور بلندی دیتا ہے، عزت دیتا ہے، آپ کا اقبال آپ کی بلندیٔ شان ایسی ہے کہ آپ جس کی انگلی پکڑلیں وہ ڈوب نہیں سکتا نہ یہ کہ میرے دونوں بازو آپ کے ہاتھوں میں ہیں تو میں کیسے ڈوب سکتا ہوں؟ تو عالمگیر خوش ہوگئے اور اس کو ریاست لکھ دی اور کہا کہ جاؤ! اب تم راجہ ہو، اپنے باپ کی گدی لے لو، تمہاری اس بات سے دل خوش ہوگیا۔

جلدی اللہ والوں کی وضع قطع میں آجائیں

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کافر، ہندو کا لڑکا ایک مسلمان بادشاہ کی مہربانی سے اتنی امید رکھتا ہے اور ہم مسلمان ہوکر اللہ سے اتنی امید نہ رکھیں کہ اللہ آنسوؤں کی وجہ سے جس کے چہرہ کو جہنم کی آگ پر

حرام کردے تو اس کے پورے جسم کو جنت میں داخل کردے گا، جو اللہ ہمارا اتنا چہرہ پکڑے گا تو اس کریم مالک سے یہ کیسا خطرہ ہے کہ چہرہ جنت میں اور باقی جسم جہنم میں داخل کرے؟ کیا بات کہی سبحان اللہ!

تو میں رونے کا مسئلہ بیان کررہا ہوں، اس وقت یہ بیان کرنے کا بالکل ارادہ نہیں تھا لیکن مسئلہ کی وضاحت بھی تو کرنی ہے، اسی مسجد کے ایک معتکف نے پوچھا ہے کہ مجھے رونا نہیں آتا تو رونا کیسے آئے گا؟ تو یہ بات سمجھ لیجیے کہ رونا ضروری نہیں ہے، اللہ کریم ہے، وہ رونے والوں کی شکل بنانے والوں کو بھی وہی ثواب دیتا ہے۔ اس لئے کہتا ہوں کہ شکل بنانے میں بھی کوئی بات تو ہے، کیا یہ حدیث نہیں بتا رہی ہے؟ جب رونے والوں کی شکل بنانے سے آدمی رونے والوں میں شامل ہوجاتا ہے تو اللہ والوں کی شکل بنانے سے کہاں جائے گا؟ تھوڑا سا عقل کو استعمال کرو، اللہ والوں کی شکل میں جلدی آجاؤ ورنہ جس حالت میں موت آئے گی اسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، اس لئے اللہ کے نیک بندوں، نبیوں کی شکل بنالو، پیغمبروں کی، اللہ والوں کی، اولیاء اللہ کی شکل میں جلدی آجاؤ، زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

پتا نہیں اللہ کس وقت بلالے، جوانوں کو بھی بلا لیتا ہے، طبیہ کالج الٰہ آباد میں میرا اٹھارہ سال کا ایک ساتھی تھا، ہم نے تین سال تک ساتھ پڑھا تھا، اچانک وہ ایک ہفتے میں مرگیا۔ تو اللہ جوان کو بھی بلاتا ہے، بڈھوں کو بھی بلاتا ہے، بچوں کو بھی بلاتا ہے، میرے دو بچوں کا بھی پانچ چھ سال کی عمر میں انتقال ہوا، دونوں مظہر میاں سے بڑے تھے، ایک کا نام اظہر تھا، ایک کا نام اطہر تھا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ہم والدین کی مغفرت کا ذریعہ بنادے۔ آمین

اصلی اللہ والے پیر اور جعلی پیر میں فرق

تو جب رونے والوں کی شکل بنانے سے کام چل جائے گا، یہ کس کا فرمان ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، میں جو بات کہہ رہا ہوں مدلل کہہ رہا ہوں، میری کسی بات کی دلیل میں شبہ ہو تو میری ذمہ داری ہے، آپ خانقاہ کے اندر آئیے تو کتاب کھول کر تفسیر اور حدیث دکھانا ہماری ذمہ داری ہے، آپ بالکل بے کھٹک آجائیں، ذرا بھی نہ ڈریں کہ وہاں کوئی آٹو میٹک مشین ہے، خانقاہ میں داخل ہو جائیں تو کہیں مرید نہ کرلیں۔ ہمارے پاس مرید کرنے کی ایسی آٹو میٹک مشین نہیں ہے، چھ چھ مہینے تک لوگ سفارش کرتے ہیں کہ مجھے بیعت کر لیجیے، میں ٹالتا رہتا ہوں کہ ابھی نہیں، ابھی پیاس اور بڑھاؤ، جب خوب شدید پیاس ہو جائے پھر سلسلہ میں داخل ہو جانا، لیکن اللہ کا نام لینا فوراً بتا دیتا ہوں کیونکہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو پیر یہ شرط لگائے کہ اللہ کا نام جب بتاؤں گا جب مرید ہو گے تو یہ دنیا دار پیر ہے، نعوذ باللہ یہ اللہ کے ذکر پر لائسنس جاری کرتا ہے کہ جب تک مرید نہیں ہو گے اس وقت تک اللہ کو یاد نہیں کر سکتے۔ کیا یہ دنیا داری کی بات نہیں ہے؟ جو شخص مجھ سے ملتا ہے پہلے ہی دن اللہ کا نام لینا بتا دیتا ہوں، اور پھر مجھے اپنے حالات و کیفیات بتاتے بھی رہو ورنہ بعض لوگوں نے زیادہ ذکر کر لیا جس کی وجہ سے دماغ میں خشکی بڑھ گئی، پاگل ہو گئے، لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ پاگل ہوتے ہیں۔

تو رونے والوں کی شکل بنانے سے اس کو رونے کا مقام حاصل ہو جائے گا، لہٰذا اگر رونا نہ آئے تو کوئی فکر مت کرو، رونے والوں کی شکل بنا لو، گڑگڑانے کی شکل بنا لو۔ پولیس کے ایک سپاہی نے انگریز ایس پی سے چھٹی چاہی گھر جانے کے لئے تو پہلے اس نے سپاہیوں سے پوچھا کہ کیسے چھٹی دے گا؟ یہ تو بڑا قانونی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میاں! پیاز مَل کر آنکھوں میں لگا لو اور کہو

کہ میری اماں مرگئی ہے پھر زور زور سے رونے لگو، رونا تیرے اختیار میں ہے، آنسو تیرے اختیار میں نہیں ہیں، آنسو پیاز نکال دے گا، آنسو پیاز کے اختیار میں ہیں لہٰذا اس کے دفتر میں جانے سے پہلے پیاز لے کر آنکھوں میں لگا لینا۔ اب اس نے داخل ہونے سے پہلے خوب پیاز لگالی اور افسر کے سامنے رونے لگا تو اس نے کہا کہ وَل مین! تم کیوں روتا ہے؟ کہا کہ ہمارا اماں مرگیا ہے، بس اس نے فوراً چھٹی منظور کرلی، کچھ نہیں پوچھا۔

دل کی سختی دور کرنے کا نسخہ

تو جب دنیا میں نقلی رونا کام دے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کریم ہیں، ان کے یہاں کیوں نہیں کام چلے گا؟ لیکن پھر بھی بعض لوگوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ آنسو نکل جائیں تو آنسو نکلنے کا ایک طریقہ بتاتا ہوں کہ ذرا آنکھ بند کرکے سوچو کہ میرا جنازہ رکھا ہوا ہے اور امام نے اعلان کردیا کہ نماز کے بعد فلاں صاحب کا جنازہ ہوگا، اپنے ہی جنازہ کا تصور کرو جیسے آنکھ بند کرکے حسینوں کا تصور کرتے ہو تو جب مضر کا تصور کرتے ہو تو مفید کا تصور بھی کرو۔ پھر اس کے بعد تصور کرو کہ اب مجھے قبر میں دفن کردیا گیا ہے، پھر تصور کرو کہ قبر پر تختے لگا دیئے گئے، اب مٹی ڈال دی گئی، پھر تصور کرو کہ اب اللہ کے سامنے کھڑے ہیں، اللہ پاک کے سامنے حاضری ہے اور اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کس نے پیدا کیا تھا؟ تو کہو گے کہ آپ نے۔ اچھا تیری آنکھ کس نے بنائی تھی؟ آپ نے۔ اور آنکھ میں روشنی کس نے رکھی تھی؟ آپ نے۔ اور روشنی کہاں استعمال کی تھی؟ سینما کیوں دیکھتا تھا؟ وی سی آر کیوں دیکھتا تھا؟ اس آنکھ کی روشنی سے ٹیڈیوں کو کیوں دیکھتا تھا؟ اب وہاں ڈانٹ پڑ رہی ہے:

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝﴾

(سورۃ الحاقۃ : آیات ۳۱،۳۰)

پکڑو اس نالائق کو، زنجیروں میں جکڑ دو پھر اس کو دوزخ میں ڈال دو۔ یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ بس یہ آواز کڑک دار جب آئے گی، اپنی موت یاد آئے گی، قیامت کے دن کی پیشی یاد آئے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ دل نرم ہو جائے گا۔ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ بھی میں حدیث سے ثابت کرتا ہوں:

((إِنَّ امْرَأَةً اِشْتَكَتْ إِلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَسَاوَةَ قَلْبِهَا فَقَالَتْ اَكْثِرِيْ ذِكْرَ الْمَوْتِ يَرِقُّ قَلْبُكِ فَفَعَلَتْ فَرَقَّ قَلْبُهَا فَجَاءَتْ تَشْكُرُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا))

(احیاء علوم الدین للغزالی: ج ۴ ص ۴۵۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی، اس نے کہا کہ میرا دل سخت ہو گیا ہے، نہ تلاوت میں جی لگتا ہے، نہ نماز میں جی لگتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جاؤ اور موت کو کثرت سے یاد کرو، تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔ بس وہ گئی، موت کو یاد کیا، پھر ہنستی ہوئی آئی اور کہا کہ اب خوب رونا آرہا ہے، موت کے مراقبے سے، بار بار سوچنے سے کہ ایک دن قبر میں لیٹنا ہے، یہ گال اور کالے بال اور ان ساری چیزوں کا پتا بھی نہیں ہوگا، ہڈی بھی تلاش کرنے سے نہیں ملے گی، گرمیوں میں چوبیس گھنٹوں کے بعد اور سردیوں میں بہتّر گھنٹوں کے بعد لاش پھٹ کر سڑ جاتی ہے، چھ ماہ کے بعد جاؤ گے تو ہڈی بھی نہیں ملے گی۔

یٰس شریف سن کر ایک نادان آدمی کا نیت توڑ کر بھاگنا

تو دل کی سختی دور کرنے کے لئے موت کا مراقبہ بہت مفید ہے لیکن آپ یہ نہ سمجھئے کہ اگر ہم روزانہ موت کو یاد کریں گے تو کہیں موت جلدی نہ آجائے، کہتے ہیں نا کہ میں نے آپ کو یاد کیا تھا اس لئے آپ جلدی آگئے۔ دہلی کا واقعہ آپ لوگوں نے نہیں سنا ہوگا، میں سناتا ہوں۔ رمضان شریف میں دہلی کی جامع مسجد میں تراویح ہو رہی تھی تو جس دن امام صاحب نے سورۂ یٰس پڑھی تو ایک شخص نیت توڑ کر بھاگ گیا۔ سب لوگ اس کے گھر گئے کہ کیا ہوا بھئی! کیا دل کا دورہ پڑ گیا یا کیا بات ہوئی؟ کہا کہ دورہ وورہ کچھ نہیں ہوا، امام

روح نکالنے والی سورت پڑھ رہا تھا، اس لئے میں بھاگ آیا کہ مجھے باپ دادا نے اور محلہ والوں نے بتایا ہوا ہے کہ جب کسی کی روح نہ نکلے تو سورۂ یٰس پڑھ لو تو آج اس ظالم امام نے روح نکالنے والی سورت پڑھنا شروع کی تو میں ڈر گیا کہ میں نے ابھی مرنے کے لئے تیاری نہیں کی ہے، میرے بچے ابھی چھوٹے چھوٹے ہیں، مجھے ان کی فکر کرنی ہے۔ تو یہ نادانی ہے، موت کی یاد سے حیات نصیب ہوتی ہے، دل میں زندگی پیدا ہوتی ہے، اللہ یاد آتا ہے۔

دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب موت کے فرشتے نے کہا کہ مجھے آپ کی روح نکالنے کا حکم ہوا ہے، اجازت دیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہرگز اجازت نہیں دوں گا، جاؤ اللہ میاں سے کہہ دو کہ میں روح نکالنے کی اجازت نہیں دیتا، اور اللہ میاں سے میرا سوال کرو کہ آپ کا خلیل کہتا ہے کہ کیا مجھے اسی لئے خلیل بنایا ہے؟ کیا کوئی دوست اپنے دوست کی جان نکالتا ہے؟ خلیل کے معنی تو گہرے دوست کے ہیں، یہ کیسی دوستی ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کہ جاؤ میرے ابراہیم سے کہہ دو کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتا ہے؟ تو یہ موت تو ملاقات کا ذریعہ ہے، موت کے پل کو عبور کرو اور دوست سے ملاقات کرو۔ بس آپ خوش ہوگئے اور فرمایا کہ اب میری روح نکال لو۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس موت کا فرشتہ آیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ساتھ لایا لیکن خود باہر انتظار کیا، حجرہ میں داخل نہیں ہوا۔ موت کے فرشتے کو ہر نبی کے کمرہ میں جہاں اس کی روح قبض ہوتی ہے جانے کی اجازت ہوتی تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس کمرہ اور حجرہ میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرام فرماتے موت کے فرشتے کو جانے کی اجازت نہیں تھی، یہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاصیت میں سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے بھی نبی اور پیغمبر آئے ہیں ان کی روح نکالنے کے لئے موت کے فرشتے، حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ان کے

کمرہ میں جانے کی اجازت تھی اور وہ اس جگہ خود داخل ہوتے اور کہتے کہ مجھے آپ کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا ہے، آپ سرکاری کام کر چکے، اب مجھے اجازت دے دیجئے کہ میں آپ کی روح نکال لوں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہوا کہ اے موت کے فرشتے! میرا نبی تمام نبیوں کا سردار ہے، اس کے حجرہ میں تم بغیر اجازت اندر داخل نہیں ہو سکتے، لہٰذا عزرائیل علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو اپنا سفیر بنایا اور ان سے کہا کہ آپ جا کر اللہ کے رسول سے اجازت نامہ لائیں کہ میں حجرہ میں داخل ہوسکتا ہوں یا نہیں؟ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا۔ جس روضۂ مبارک میں آپ اس وقت تشریف رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر بھی تھا جو مسجد نبوی سے متصل تھا۔

تو جبرئیل علیہ السلام اندر داخل ہوئے اور عرض کیا کہ موت کا فرشتہ آپ کی روح قبض کرنے کے لئے حجرہ میں داخلے کی اجازت چاہتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو غور سے دیکھا، آپ کو ضعف اور اتنی کمزوری تھی کہ زبانِ مبارک سے الفاظ نہیں نکل سکے اس لئے جبرئیل علیہ السلام کو غور سے دیکھا:

((فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)، باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ ص ۵۴۹)

محدثین لکھتے ہیں کہ یہ دیکھنا بطور مشورہ تھا، یہ نظرِ مستشیر تھی، یہ مشورہ طلب کر رہی تھی کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا:

((يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللهَ قَدِ اشْتَاقَ إِلٰى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَلَكِ الْمَوْتِ إِمْضِ لِمَا أُمِرْتَ بِهٖ فَقَبَضَ رُوْحَهٗ۔ رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)، باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ ص ۵۴۹)

اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے، بس آپ نے فرمایا:

((فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلٰثًا حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و وفاتہ؛ ج ۲ ص ۶۴۰)

جب میرا اللہ میری ملاقات کا مشتاق ہے تو میں اپنی روح وجان اپنے پیارے محبوب کو دینے کے لئے تیار ہوں اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے آپ نے اجازت دے دی۔ تو دوستو! اگر آپ کو رونے کا شوق ہے تو موت کو یاد کرو، پھر بھی کہتا ہوں کہ اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ رونے والی شکل رونے والوں میں شامل ہو جائے گی تو پھر آپ کو کوئی غم نہیں ہونا چاہیے۔

عید کا مصافحہ اور معانقہ

اور ایک مسئلہ یہ سمجھ لیجیے کہ عید کے دن مسجد کے اندر جہاں عید کی نماز ہوتی ہے تو نماز کے بعد ہی مصافحہ کرنا مکروہ ہے۔ محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نماز کے بعد کسی بھی قسم کا مصافحہ مکروہ ہے، مصافحہ کب ہوتا ہے؟

((اِنَّمَا هُوَ عِنْدَ لِقَاءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ لَا فِيْ اَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ))

(ردالمحتار علی الدر المختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ٦ ص ٣٨١)

جب مسلمان بھائی سے ملاقات ہو، لیکن اگر آپ پہلے ہی سے بیٹھے ہیں تو یہ مصافحہ بدعت ہے، یہ اہلِ بدعت نے ایجاد کیا ہے کہ سلام پھیرو اور ہاتھ ملاؤ، یہ مصافحہ غیر شرعی ہے اور اس کی دلیل دینا میرے ذمہ ہے، جس کو دلیل دیکھنا ہو میں عربی کی کتابوں میں آپ کو دکھلا سکتا ہوں۔ اس لئے اس کا خیال رکھو کہ عید کے دن بھی نماز پڑھنے کے بعد یا خطبہ کے بعد جو مصافحہ اور معانقہ ہمارے یہاں رائج ہے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے اور ایسا کرنا شریعت کے اندر تحریف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دور سے ملاقات والوں کے لئے مصافحہ اور معانقہ رکھا ہے۔ جب آپ مسجد سے نکل جائیں یا عید گاہ سے ایک طرف ہٹ جائیں یا گھر پر کوئی آئے تو وہاں اب دونوں جائز ہیں، مصافحہ بھی کر سکتے ہیں اور اظہارِ خوشی کے لئے معانقہ بھی کر سکتے ہیں، لہٰذا جب عید گاہ سے نکلو تو سر جھکا کر

تیزی سے نکلو تاکہ کوئی دوست تمہیں پکڑ نہ لے، تم سے دھکا بازی نہ کر دے۔

ایک خان صاحب نے مجھے ایسے زور سے دبایا کہ قریب تھا کہ میری ہڈی ٹوٹ جاتی، میں نے اس سے کہا کہ خدا کے واسطے کیا کر رہا ہے؟ تُو تو میری جان لے رہا ہے، تو اس نے کہا کہ ہمارے شہر میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس نے بتایا کہ ایک دوست نے ایک دوست کو دبایا اور دبا کے جب چھوڑا تو اس کی روح نکل چکی تھی ۔ اس لئے کہتا ہوں کہ اس کا بھی خیال کرو کہ بعض لوگ مصافحہ کرتے وقت جوانی کی طاقت سے ہاتھ کو زور سے دباتے ہیں، فوجی سلام کرتے ہیں، بڈھوں سے اور کمزوروں سے نرم مصافحہ کرو اور اپنے دوستوں کو بھی زیادہ زور سے مت دباؤ۔ مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، حضرت یہاں تشریف لائے تو کسی جوان نے ایسا مصافحہ کیا کہ ایک ہفتہ تک ان کے ہاتھ میں درد رہا، جب میں حضرت سے ملنے گیا تو فرمایا کہ میں تمہارے یہاں کبھی نہیں آؤں گا، تمہارے کسی مقتدی نے اتنی زور سے مصافحہ کیا کہ میرے ہاتھ میں ابھی تک درد ہے، یہ کون سا عشق اور کون سی محبت ہے کہ محبوب کو اذیت پہنچا دو۔

بدعت کسے کہتے ہیں اور مصافحہ کا طریقہ

تو آج میں نے ایک بڑے مفتی صاحب کا ایک مسئلہ تازہ کر دیا، ان بڑے مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے گھروں کے اندر اور سڑکوں پر چاہو تو مصافحہ و معانقہ کر سکتے ہو لیکن عید گاہ میں مت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت پر اضافہ لازم نہ آئے ورنہ امت یہ سمجھے گی کہ یہ بھی شریعت کا جزو ہے، شاید حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی یہ عمل کیا ہے۔ جس عمل سے شریعت میں اضافہ لازم آتا ہو اسی کا نام بدعت ہے، یہ نہیں کہ ہر وہ چیز جو اس زمانہ میں نہیں تھی وہ سب بدعت ہے۔ جیسے ایک نادان آدمی نے کہا کہ

حضور ﷺ کے زمانے میں یہ پنکھا بھی نہیں تھا لہٰذا یہ بھی بدعت ہے، یہ کیوں لگائے ہوئے ہو؟ ایسے لوگوں کو یہ جواب دو کہ حضور ﷺ کے زمانے میں تم بھی نہیں تھے، لہٰذا تمہارا تو سر سے پیر تک سارا جسم بدعت ہے۔ یہ باتیں بددینی کی ہیں، ہم پنکھا لگانے کو ثواب نہیں سمجھتے ہیں، ہم اس کو راحت کے لئے لگاتے ہیں، ایک اضافہ ہے دین ''میں'' اور ایک اضافہ ہے دین ''کے لئے'' دونوں میں فرق ہے، جو اضافہ دین ''میں'' ہوتا ہے اس کا نام بدعت ہے اور جو دین ''کے لئے'' ہوتا ہے وہ بدعت نہیں ہے۔ تو پنکھا چلے گا اور ٹھنڈی ہوا لگے گی تو عبادت میں دل لگے گا، یہ کام دین کے لئے ہے اور پنکھا کیا ایئر کنڈیشن بھی لگا سکتے ہو۔ تو دین میں اضافہ یہ ہے کہ نماز کے بعد سب سے مصافحہ شروع کردے لیکن اگر کوئی آدمی لاہور سے ملنے کے لئے آیا ہے تو نماز کے بعد فوراً بتادے کہ یہ دور سے آیا ہے اس لئے اس سے نماز کے بعد والا مصافحہ نہیں ہے بلکہ یہ مہمان ہے، لاہور سے یا فیصل آباد یا حیدر آباد سندھ سے آیا ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں تو کمزور بھی ہوں، اس لئے مصافحہ اور معانقہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، دس ہزار آدمیوں کے مجمع سے ملنا کوئی آسان بات ہے؟ چاٹگام بنگلہ دیش میں میرے بیان کے بعد مصافحہ کے لئے کم از کم دس ہزار کا مجمع ایسا چمٹا تھا کہ اگر میرے پہلوان دوست نہ ہوتے تو میں کب کا ختم ہوجاتا، آپ لوگ کوئی بری خبر سنتے نعوذ باللہ۔ میرے دوستوں نے گھیرا ڈال کر مجھے بچایا، پھر جب میں تیزی سے جانے لگا کہ مجھے کمزوری ہے، معانقہ کرنے سے معذور ہوں، تو اب ان لوگوں نے یہ کام کیا کہ کود کر کوئی میری ٹوپی چوم رہا ہے، کوئی میری کمر پر ہاتھ لگا کر چوم رہا ہے، میری پیٹھ پر دمادم لوگوں کے ہاتھ پڑ رہے تھے تو چومنے کی یہ عادت کون سی محبت ہے؟ یہ تو ایسا ہے کہ پیر کو جانے نہیں دوں گا، مزار یہیں بناؤں گا تاکہ بعد میں بھی زیارت کرتا رہوں۔

بیٹھ کرنماز پڑھتے وقت رکوع میں جھکنے کی حد

مسئلہ نمبر ۳: بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر بیٹھ کرنماز پڑھیں تو رکوع میں کتنا جھکنا سنت ہے؟ لوگ بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں لیکن ان کو جھکنے کی مقدار معلوم نہیں کہ رکوع کیسے کیا جائے؟ بعض لوگ پچھلا حصہ اتنا اٹھا کر جھکتے ہیں کہ اگر بڑا پیٹ ہے تو جو کھایا پیا ہے وہ بھی باہر آنے کی کوشش کرتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ نکل ہی آتا ہے۔ دیکھو! میں الفاظ بھی بہت محتاط استعمال کرتا ہوں، میرے الفاظ کو غور سے سنا کرو، وَمَا فِي الْبَطْنِ جو ہے وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو دوستو! اتنا جھکنے کی ضرورت نہیں ہے، بس اتنا جھکنا کافی ہے کہ پیشانی گھٹنے کی سیدھ میں آجائے، یعنی اگر میری پیشانی پر نوّے ڈگری کا کوئی دھاگہ لگا دو اور اس سے خط کھینچو تو وہ گھٹنے کے سامنے آجائے، تو اتنا جھکنا کافی ہے کہ پیشانی آپ کے گھٹنوں کے مقابل آجائے۔ علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیٹھ کرنماز پڑھنے کی حالت میں رکوع کرتے ہوئے اتنا جھکے کہ اَنْ یُّحَاذِيَ جَبْهَتَهٗ رُكْبَتَيْهِ تمہاری پیشانی تمہارے گھٹنوں کے محاذات میں آجائے۔ عربی عبارت اس لئے پڑھ لیتا ہوں کہ یہاں علماء حضرات بھی ہوتے ہیں اور عربی پڑھے بغیر ان کو تسلی نہیں ہوتی۔

حجِ اکبر کی حقیقت

مسئلہ نمبر ۴: آج کل اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حج والے دن جمعہ ہو تو وہ حج، حجِ اکبر ہوتا ہے، حدیث سے اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے لہٰذا آج حجِ اکبر کی حقیقت بھی بتا دیتا ہوں۔ علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا میں سب سے بڑا فقیہ مانا جاتا ہے، ساری دنیا کے مفتی فتاویٰ شامی سے فتویٰ دیتے ہیں۔ تو علامہ شامی ابن عابدین اپنی کتاب فتاویٰ شامی جلد ۲، ص ۲۷۶ میں لکھتے ہیں،

276، کچھ لوگوں کو اردو کے ہندسے سمجھ میں نہیں آتے خاص طور پر انسٹھ، انہتر، اناسی، نواسی۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ بھی گڑبڑا جاتے ہیں، اردو میں ان چاروں میں مشابہت لگ جاتی ہے۔ تو فقہاء نے حجِ اکبر کی دو حقیقت بیان کی ہیں۔ نمبر ا: حجِ قران یعنی حج کے زمانے میں ایک ہی احرام سے عمرہ کرے اسے نہ کھولے اور آٹھ تاریخ کو اسی احرام سے حج کرے، اس کا نام حجِ قران ہے اور اس کو حجِ اکبر کہتے ہیں۔ حجِ اکبر کی دوسری تعریف یہ ہے کہ ہر حج حجِ اکبر ہے، عمرہ حجِ اصغر ہے تو اس کے مقابلہ میں حج، حجِ اکبر ہے۔ بڑے بڑے علماء سے پوچھ لو کہ اس کے علاوہ حجِ اکبر کی کوئی اور حقیقت نہیں ہے۔ تو یہ بات جو چل پڑی کہ جمعہ کے دن جو حج ہوگا وہ حجِ اکبر ہے تو اس کی کچھ اصل نہیں ہے البتہ جمعہ کے دن حج ہونے سے دو فضیلتوں کا اجتماع ضرور ہو جاتا ہے، ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے، دو خوشیاں جمع ہو جاتی ہیں۔

عید کی نماز سے قبل نفل جائز نہیں

مسئلہ نمبر ۵: عید کے دن عید سے پہلے اور عید کے بعد کسی قسم کے نفل جائز نہیں ہیں چاہے عید کی نماز عید گاہ میں پڑھے یا مسجد میں۔ البتہ جب اپنے گھر پہنچ جائے تو گھر میں نفل پڑھ سکتا ہے۔ لیکن عید گاہ کی حرمت اور عید گاہ کا تقدس اور عید کا حق شریعت نے یہ رکھا کہ عید سے پہلے نہ تحیۃ الوضو نہ تحیۃ المسجد، نہ صلوٰۃِ حاجت نہ صلوٰۃِ توبہ کسی قسم کی نفل نماز جائز نہیں رکھی اور نہ بعد میں عید گاہ میں جائز رکھی۔ اب اگر کسی کی فجر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو فجر کی قضا نماز اپنے گھر میں پڑھ کر عید کی نماز کے لئے آنا چاہیے۔ اس لئے کہ نماز قضا کرنا ایک گناہ ہے اور اپنے گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے لہٰذا قضائے عمری ہو یا اس دن کی فجر کی قضا ہو اس کو چھپ کر اپنے گھر میں پڑھ کر آنا چاہیے کیونکہ گناہ کو چھپانے اور اپنے اوپر گواہ نہ بنانے کا بھی حکم ہے۔

سود کا گناہ اور اس کی ایک صورت

مسئلہ نمبر ۶: یہ بات بھی ذہن نشین رکھئے کہ سود لینا تو گناہ کبیرہ ہے ہی مگر جو شخص کسی کو قرض دینے کے بعد اس سے قرض کے دباؤ سے کوئی فائدہ اٹھائے یہ بھی سود ہے۔ مثلاً کسی نے ایک آدمی کو کسی پریشانی میں یا بیٹی کی شادی میں دس ہزار روپیہ قرض دیا، اب وہ اس سے بیگاری لیتا ہے، کیسے؟ کہتا ہے کہ دیکھو کل آجانا تو ہماری گاڑی فلاں میکینک کے پاس لے جانی ہے، دوسرے دن کوئی اور کام اس سے لے لیا، یا اس کو کہتا ہے تم ہم کو دعوت بھی نہیں کھلاتے ہو، دس ہزار روپے لے کر بیٹھ گئے، پوچھتے بھی نہیں، لہٰذا ہر پیر اور جمعرات کو مرغ کھلایا کرو۔ تو ایک قاعدہ کلیہ سمجھ لیجیے کہ:

((كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ حَرَامٌ))

(ردالمحتار علی الدر المختار: کتاب الحظر والاباحۃ، ج ۶ ص ۳۸۱)

ہر وہ قرض جو نفع حاصل کرے سب کا سب سود ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اصول بتا دیا کہ جس قرض سے دنیاوی فائدہ حاصل کیا جائے وہ بھی سود ہے۔ اس لئے اگر پہلے سے اس کے دعوت وغیرہ کرنے جیسے تعلقات نہیں تھے، قرض کے بعد اس نے شروع کیا تو اپنے مقروض کی دعوت بھی قبول نہ کرو۔ ہاں اگر پہلے بھی ایسی دعا سلام تھی، قرض کے دباؤ سے نہیں ہے تو قبول کر لو۔ ہمارے بزرگ تو تقویٰ کی وجہ سے جس کو قرض دیا اس کے گھر کی دیوار کے سائے میں بھی نہیں بیٹھتے تھے، فتویٰ نہیں ہے لیکن بزرگوں نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ قرض، اللہ کے لئے ہوتا ہے اور جو شخص قرض دینے کے بعد اس کو مہلت دے دے:

((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔ رواہ مسلم))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)، باب الافلاس والانظار، ص ۲۵۱)

تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ آسانی فرمائیں گے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ:

((مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مِّثْلُهٗ صَدَقَةٌ قَبْلَ اَنْ يَّحِلَّ الدَّيْنُ فَاِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَاَنْظَرَهٗ فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مِّثْلَاهُ صَدَقَةٌ))

(کنز العمال،(دار الکتب العلمیة)، ج ٦ ص ٨٩ ، رقم الحدیث، ١٥٣٨٩)

جب تک قرض کے ادا کرنے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر مہلت دے دو تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کہ ہر روز اتنا روپیہ خیرات کر دیا اور جب وعدہ کا وقت آ گیا مثلاً اس نے کہا تھا کہ میں تین مہینے میں ادا کر دوں گا اور تین مہینے میں وہ نہیں دے سکا تو آپ نے مزید مہلت دے دی تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسے آپ نے اس سے دوگنا روپیہ خیرات کر دیا۔

حالات وواقعات حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

عام خانقاہوں میں یہ سب باتیں نہیں بتائی جاتی ہیں، جعلی خانقاہوں میں جمعرات کو جا کر ضربیں لگا لیتے ہیں، منہ سے جھاگ آ جائے، کسی کو حال آ جائے جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

ان کے یہاں جس کو حال آ جائے اس کو روپیہ دیا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے بتایا کہ ایک خانقاہ میں دو پیروں کے مریدوں میں حال کا مقابلہ ہوا، اپنے مریدوں کو سکھایا کہ اگر اس کے مرید ایک فٹ کودیں، ایک فٹ کا حال آئے تو تم دو فٹ کودنا۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ طالب علمی کے زمانے میں ایک حکیم سعید صاحب پڑھتے تھے، بڈھے آدمی تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے پیر صاحب کا ایک قصہ بچپن کا سناتا ہوں، میں نے کہا سنائیے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی

کہنے لگے اس وقت ہم بچے تھے، طالب علم تھے، کوئی متقی پرہیز گار تو تھے نہیں نہ کسی سے ابھی مرید ہوئے تھے لہٰذا ہم قوالی سننے چلے گئے۔ بعض لوگ بچپن میں شوخ ہوتے ہیں اور بعد میں ولی اللہ ہوجاتے ہیں۔ حضرت نے خود فرمایا کہ میں بچپن میں بہت شرارت کرتا تھا لیکن پھر اتنے بڑے ولی اللہ ہوئے کہ بارہ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح دیکھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی مجھے نظر آئے، ایسا واضح خواب تھا اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں عبدالغنی! آج تم نے ہمیں خوب دیکھ لیا، یہی بات تھی کہ حضرت میں اتباعِ سنت بہت تھی۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عاشقانہ عبادت کا انداز

مجھے ایسا عاشقانہ عبادت کرنے والا آج تک نہیں ملا، جبکہ میں سیاح ہوں، مجھے سفر کے لئے کہاں کہاں جانا ہوتا ہے مگر میں نے ایسی عاشقانہ عبادت کرنے والا کہیں نہیں دیکھا، حضرت کے گھر کے سامنے سڑک پار ایک ہندو کا کنواں تھا، کبھی مغرب کے بعد حضرت اس کنویں کے پاس عبادت کررہے ہیں، سناٹے میں دو دو گھنٹے تلاوت کررہے ہیں، جو تلاوت اور جو ذکر حضرت کرتے تھے اور جس دل سے اللہ کہتے تھے اور ان کے بے ساختہ جتنے آنسو رواں ہوتے تھے اور جتنا تہجد میں روتے تھے آج تک مجھے اس کی مثال نہیں ملی۔ حضرت دو رکعت سلام پھیرتے ہی سجدہ میں اس طرح گرتے تھے جیسے بچہ ماں کی گود میں کود کر

پہنچ جاتا ہے اور جیسے بچہ ماں کو دیر تک نہ پا کر کود کے ماں سے لپٹ جاتا ہے، حضرت سلام پھیرتے ہی سجدہ میں لپک کر ایسے ہی روتے تھے اور دیر تک استغفار کرتے اور اللہ سے نہ جانے کیا کیا مانگتے تھے۔ پاکستان کے لئے بھی حضرت نے بڑی محنت کی، اللہ سے بہت روتے تھے، پاکستان بنانے کے لئے کھل کر مقابلہ کیا۔ پاکستان بن گیا اور ہندوستان میں کانگریس جیت گئی تو حضرت کو دو ماہ کے لئے روپوش ہونا پڑا کیونکہ اُدھر حضرت کی گرفتاری کے لئے وارنٹ آ گئے تھے، سیتا پور کے حاجی اختر صاحب حضرت سے بیعت تھے، حضرت ان کے پاس چلے گئے، انہوں نے حضرت کو چپ چاپ چھپا لیا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا دس ہزار ہندوؤں کو تنہا للکارنا

تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچپن میں جو شوخ اور شرارتیں اور چھیڑ خانی کرنے والے ہوتے ہیں اکثر یہ لوگ بعد میں ولی اللہ بن جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم درخت پر چڑھتے تھے اور دھکا بھی دیتے تھے، حضرت میں طاقت بہت تھی، اگر ناک سے سینہ تک خط کھینچا جاتا تو نوے ڈگری سے گزرتا تھا۔ اور دل بھی ایسا دیا تھا، ایسی ہمت اللہ نے میرے شیخ کو دی تھی کہ میں تو حیران تھا یعنی دس ہزار ہندو کے مجمع میں اکیلے چلے گئے، صرف ایک شخص ساتھ تھا اس کو بھی بلایا نہیں بلکہ وہ وہاں بیٹھا ہوا تھا تو ساتھ چلا گیا۔ وہ ہندوؤں کا تہوار رام لیلا تھا، دسہرا بھی اس کو کہتے ہیں، اس میں راون کو جلایا جاتا ہے کیونکہ اس پر الزام ہے کہ وہ رام کی بیوی کو لے کر بھاگا تھا، اس بات کا انتقام لینے کے لئے اس کو بہت بڑا گتے اور کاغذ وغیرہ کا بنا کر اور آگ میں جلاتے ہیں، اس شیطان کے پتلے کو اس ضد میں جلاتے ہیں کہ یہ ہمارے خدا کی بیوی لے کر بھاگا تھا۔

بجنور سے ایک اخبار ''مدینہ'' نکلتا تھا اس میں قرآن شریف کا پورا ایک

رکوع چھپا تھا، اس راون میں یہ قرآن کا رکوع لگا ہوا تھا۔ حضرت کو ایک آدمی نے مسجد میں آ کر خبر دی کہ حضرت! دسہرا کے ناٹک میں قرآن مجید جلایا جا رہا ہے، حضرت لاٹھی لے کر پہنچ گئے۔ آسان بات نہیں ہے دوستو! حضرت نے لاٹھی اٹھائی اور دس ہزار کے مجمع میں پہنچ گئے۔ حضرت کے ساتھ ان کے ایک شاگرد مولوی شمس الحق تھے بس اور کوئی نہیں۔ اور یہ شمس الحق اتنے سادے تھے کہ اعظم گڑھ اسٹیشن تک کا ٹکٹ تھا اور ایک اسٹیشن پہلے اترتے ہوئے کانپ رہے تھے، پوچھ رہے تھے کہ میرا ٹکٹ آگے تک کا ہے کیا میں پہلے اتر سکتا ہوں؟ ایسے بھی سیدھے لوگ ہوتے ہیں۔ تو وہ لوگ ابھی دیا سلائی لگانے ہی والے تھے کہ حضرت اکیلے وہاں پہنچے اور ہندوؤں کو زور سے للکارا کہ اگر تم نے قرآن کا یہ رکوع اس میں سے نہ نکالا تو یاد رکھنا میں کم از کم پانچ سو تمہارے آدمی مار کر مروں گا، تم میرا فن جانتے ہو، میں نے دس سال لاٹھی سیکھا ہے، میں بنوٹ اور لاٹھی کا ماہر ہوں، ہندوؤں نے ہاتھ جوڑ لیا کہ صاحب ہمیں کیا خبر تھی، خدا کا کلام ہے تو ہم آپ کو دئے دیتے ہیں، فوراً کاٹ کر دے دیا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مسجد کو شہید ہونے سے بچانا

اور ایک واقعہ میں تو میں خود ساتھ تھا، یہ میرا چشم دید واقعہ ہے۔ پھولپور میں جس قصبے میں حضرت رہتے تھے تو تحصیل کے پاس نماز پڑھنے کے لئے مسلمانوں نے ایک چھوٹی سی مسجد بنالی تھی، تو ہندو جو چیئرمین اور بڑے بڑے عہدہ دار تھے، ان لوگوں نے مشورہ کیا کہ اس مسجد کو گرا دیا جائے، لٰہذا وہ سب مسجد کے پاس مسجد کو گرانے کے لئے پہنچ گئے، حضرت کو کسی نے خبر کر دی کہ مسجد گرائی جا رہی ہے۔ بس حضرت لاٹھی لے کر پہنچ گئے، اس وقت میں بھی ساتھ تھا۔ وہاں ہندوؤں کے اسمبلی کے نمائندے، اور چیئرمین اور زمیندار لوگ کھڑے تھے۔ بس حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ ــــ اس مسجد کو

دیکھ رہے ہو، اگر تم نے اس کی ایک اینٹ گرادی تو عبدالغنی تم کو اس کی بنیاد میں دفن کردے گا، ایسا ایمان تھا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہولی کھیلنے والوں کو ڈانٹ

ہولی کا دن تھا، حضرت کو کوئی ضرورت پیش آ گئی تو سفر کرلیا، ساتھ میں ہم تھے اور ایک پیر بھائی عبدالقدوس تھے، اعظم گڑھ سے ایک اسٹیشن پہلے ہندو لڑکے سب پر رنگ ڈال رہے تھے، مسلمانوں پر بھی رنگ ڈال رہے تھے، لیکن ہندوستان میں اگر کسی عالم پر اگر ہندو رنگ لگا دیں تو گویا مسلمان اس کو بہت بڑی توہین سمجھتے تھے۔ اس لئے ہم ڈر گئے کہ آج کہیں میرے شیخ پر رنگ نہ ڈال دیں، دل میں کہا کہ یا اللہ میری زندگی میں میرے شیخ پر رنگ ڈالا جائے تو پورے اعظم گڑھ کیا اخباروں میں آجائے گا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ پر آج رنگ ڈال دیا گیا لہٰذا ہم بڑے غمگین ہوئے۔ اتنے میں وہ نوجوان جب لوٹے میں رنگ لے کر حضرت کی طرف لپکے تب میں نے حضرت کو دیکھا کہ پہلے تو آرام سے بیٹھے ہوئے تھے، پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر آنکھ بھی لال کرلی اور اپنی لاٹھی اٹھائی، عبدالجبار اس کا نام رکھا ہوا تھا اور اس کو سرسوں کے تیل میں ہر وقت ڈبوئے رکھتے تھے، بہت وزنی تھی۔ لاٹھی لے کر حضرت کھڑے ہو گئے اور فرمایا اگر تم نے رنگ ڈالا تو ہم تمہارے خون سے ہولی کھیلیں گے، اور بہت زور سے چیخے۔ خبردار! او خبیثو! نالائق مردودو! سارے ہندو وہاں سے بھاگے۔ کیا شان تھی، جان کو جان نہیں سمجھتے تھے، سبحان اللہ!

صحابی گو نہیں لیکن نمونہ تھا صحابی کا

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں رمزی اٹاوی نے کہا تھا۔ یہ حضرات تھے جن سے پتا چلتا تھا کہ صحابہ ایک ایک کس طرح ہزاروں پر بھاری ہوتے تھے، اس کا تھوڑا سا نمونہ آنکھوں سے نظر آ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک سکھ سے مقابلہ

ایک مرتبہ حضرت نے مجھ سے خود فرمایا کہ میں تھانہ بھون سے ریل میں واپس جارہا تھا تو ایک بندوق والے سکھ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کردی، اسٹیشن بھی قریب تھا۔ جب میں نے اس کو مارنے کے لئے اپنی لاٹھی اٹھائی، اتنے میں اسٹیشن آ گیا، تو وہ اسٹیشن پر اتر کر اسٹیشن ماسٹر کے کمرہ میں چھپ گیا، میں نے کہا کہ اگر مرد ہے تو باہر آ، کیا عورتوں کی طرح سے چھپا ہوا ہے۔ اس کی بندوق کا ذرہ برابر خوف نہیں کیا۔ حضرت نے شہادت کی تمنا میں دس سال لاٹھی سیکھی تھی اور میرے حضرت کے استاد جن کا نام استاد ذاکر تھا، وہ آئے تو بے داڑھی کے تھے لیکن تہجد گذار اور داڑھی رکھ کر گئے۔ ان سے میں نے بھی کچھ فن سیکھا تھا، استاد ذاکر لاٹھی کے اتنے ماہر تھے کہ میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک شخص نے میرے استاد پر تلوار سے حملہ کیا، استاد قلم سے کچھ لکھ رہے تھے، انہوں نے پینترا بدل کر اس کی شہ رگ کے قریب قلم ایسا مارا کہ ختم ہو گیا، ایسی مشق تھی کہ قلم سے تلوار کا مقابلہ کرلیا۔ جب ہمیں سکھاتے تھے تو ہم سے کہتے تھے کہ بتاؤ کس کو کہاں لاٹھی ماروں؟ جہاں کہتے تھے لاٹھی وہیں لگتی تھی، کوئی ان کے وار سے بچ نہیں سکتا تھا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو چودہ ہندو پہلوانوں کا چیلنج

حضرت سے لاٹھی میں بھی سیکھتا تھا اور مولانا ابرارالحق صاحب بھی سیکھتے تھے، ہم دونوں مل کر لاٹھی سیکھتے تھے۔ مولانا ابرارالحق صاحب نے مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا شیخ بنایا تھا اور ان کی خدمت میں ایک ایک ماہ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ پھولپور کے ہندوؤں نے بنارس کے چودہ پہلوان بلائے کہ بھئی! مولانا کا یہاں بڑا رعب جم رہا ہے کہ مولانا بہت اچھی لاٹھی چلانا

جانتے ہیں لہٰذا تم ان سے مقابلہ کرو۔ میرے شیخ کے مدرسہ کا احاطہ بہت بڑا تھا، اب چودہ ہندو پہلوانوں نے کہا کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا کیسے جیتتے ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں ان سے کیا مقابلہ کروں، پہلے یہ میرے ایک شاگرد سے مقابلہ کر کے دکھائیں، یہ کہہ کر اپنے شاگرد کو حکم دیا کہ تم ان سے لڑو۔ چند منٹ میں بنارس کے چودہ موٹے موٹے پہلوان جو اس کو مار رہے تھے تو شاگرد کو ایک لاٹھی بھی نہیں لگی اور جب اس نے اپنی لاٹھی چلائی تو جتنے پہلوان تھے کسی کا کان کٹ کر اِدھر گیا، کسی کی ناک پھٹ کر اُدھر گئی۔ تب ہندوؤں نے کہا ارے! یہ مولانا نے جو مدرسہ کھولا ہوا ہے یہ مدرسہ نہیں ہے، یہ پولیس لائن ہے۔

خانقاہ تھانہ بھون میں حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فن کا مظاہرہ

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لاٹھی میں بڑے ماہر ہیں اور پانچ سو آدمی کے لئے اکیلے کافی ہیں، آپ مجھے اپنا فن دکھایئے۔ تو تھانہ بھون میں بڑے بڑے علماء مہمان تھے، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا شبیر علی صاحب اور بہت سے علماء تھے، سب کو حضرت نے ایک ایک لاٹھی دے دی اور فرمایا سب مل کر مجھے مارو، میں اپنا کرتب دکھاتا ہوں۔ سب لاٹھی مار رہے تھے اور حضرت اکیلے سب کا دفاع کر رہے تھے، پھر جب حضرت نے حملہ کیا تو سب بھاگے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ظہر سے عصر تک کھڑے ہو کر اپنے شیخ کے سر میں تیل مالش کرنا

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ظہر سے عصر تک تھانہ بھون خانقاہ میں مجلس ہوتی تھی، ابتداء میں یہ حال تھا کہ بعض دن کوئی بھی نہیں آیا، مگر حضرت ظہر سے عصر تک اکیلے بیٹھے رہے اور فرمایا کہ ہمارا کام دکان لگانا ہے،

گاہک بھیجنا اللہ کا کام ہے تو ایسا زمانہ بھی گذرا کہ ایک شخص بھی نہیں آیا لیکن حضرت نے ظہر سے عصر تک اپنا پورا وقت دیا اور خدا سے اپنی اجرت اور مزدوری لے لی۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب میں تھانہ بھون حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا تھا تو ظہر سے عصر تک کھڑے ہو کر حضرت کے سر پر تیل کی مالش کرتا تھا۔ بتائیے! گرمیوں میں ظہر سے عصر تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں؟ تو حضرت دو ڈھائی گھنٹے کھڑے ہو کر تیل مالش کرتے تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پہلوان تھے مگر اپنی پہلوانی کو اللہ پر فدا کیا، ذکر و تلاوت پر اور شیخ کی خدمت پر فدا کیا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ریل گاڑی میں شیخ کی خدمت کرنا

جب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے پیرانی صاحبہ کے آپریشن کے لئے تھانہ بھون سے قنوج سفر فرمایا، جہاں کا وعظ اوجِ قنوج کے نام سے مشہور ہے تو کچھ مریدین نے بھی ساتھ چلنے کی اجازت چاہی جن میں میرے شیخ اور خواجہ صاحب اور بہت سے علماء و خلفاء ہمسفر ہوئے۔ ریل میں بھی حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر میں تیل کی مالش کرنے لگے۔ سفر کے دوران ایک اسٹیشن پر ایک آدمی ہرے ہرے چنے بیچ رہا تھا، کھیت کے تازہ ہرے ہرے چنے۔ سب نے خرید لئے اور اس کو چھیل چھیل کر کھانے لگے۔ تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بھئی! مولانا عبدالغنی تو میرے سر پر تیل کی مالش کر رہے ہیں، اس وقت ہمارے سرپرست ہیں لہٰذا آپ لوگ چنے چھیل کر کے ان کے منہ میں ڈالئے کیونکہ ان کے دونوں ہاتھ میرے سر پر تیل مالش میں مشغول ہیں۔ اب سب لوگ چنے چھیل چھیل کر میرے شیخ کے منہ میں ڈالنے لگے۔ میرے شیخ کو چھلا ہوا مال ملنے لگا، پھر حضرت حکیم الامت نے فارسی کا ایک مصرع پڑھا۔

دیوانہ باش تا غمِ تو دیگراں خورند

دیوانے بن جاؤ تو تمہارا غم دوسرے اٹھائیں گے، اس کی نقل کی توفیق اللہ نے اختر کو بھی نصیب فرمائی، الحمدللہ تعالیٰ۔ ایک بار ٹرین میں میں نیچے بیٹھ کر اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیر دبا رہا تھا اور ریل ہردوئی سے دہلی جارہی تھی تو ایک ہندو نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ وہ ہندو تھا مرشد اور شیخ کو کیا سمجھتا تو میں نے کہا کہ یہ ہمارے روحانی پِتاجی ہیں گرو ہیں، تو اس نے ایک جملہ کہا۔ سیوا کرے تو میوا کھائے۔ یعنی جو اپنے بزرگوں کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر اسے میوہ کھلاتا ہے مگر میوہ کی نیت سے سیوا مت کرو، جو کچھ خدمت کرو اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے کرو۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد اکرام فرماتے تھے

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت عزت کرتے تھے، حضرت نے خط لکھا کہ میں تھانہ بھون حاضری کی اجازت چاہتا ہوں تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ اجازت چہ معنی بلکہ اشتیاق۔ اور جب حضرت حاضر ہوتے تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھ کر چند قدم آگے بڑھ کر معانقہ فرماتے تھے اور فرماتے۔ اے آمدنت باعث صد شادی ما۔ اے عبدالغنی! تمہارے آنے سے مجھے سینکڑوں خوشی ہوئی جبکہ حضرت کا مزاج نہایت بااصول تھا، کسی مرید کی تعریف نہیں لکھتے تھے مگر میرے شیخ کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے تھے محبی ومحبوبی مولانا شاہ عبدالغنی سلمہ اللہ تعالیٰ وکرمہ۔ اور ایک خط میں لکھا تھا کہ آپ حاملِ علومِ ولایت بھی ہیں اور حاملِ علومِ نبوت بھی ہیں اور دارالعلوم دیوبند کی صدر مدرسی کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔ تو

حضرت نے پوچھا کہ مولانا عبدالغنی صاحب! آپ کیا تنخواہ لیں گے؟ تو میرے شیخ نے عرض کیا کہ حضرت! میں چنے چبا کر پڑھا دوں گا، فرمایا کہ مجھے آپ سے یہی امید ہے کہ آپ اپنا وعدہ صحیح کر دکھائیں گے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ کے لئے اصلی گھی لے جانا

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اصلی گھی لے گئے تھے۔ حضرت نے اپنی بھینس پالی ہوئی تھی جس کو خوب اچھی غذا چنا، کھلی، بنولہ کھلاتے تھے، فرماتے تھے کہ اس کے گھی میں خوشبو آتی تھی، جب وہ گھی اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا تو حضرت نے اس کو سونگھا اور اپنے خادم سے فرمایا کہ اس گھی کو رکھ لو، میں اس کو گرم گرم کھچڑی میں ڈال کر کھاؤں گا اور کسی کو نہیں دوں گا۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ یہ جملہ مجھے خوش کرنے کے لئے فرمایا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے دو خاص باتیں صرف حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے کیں

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ بے تکلف بھی تھے، صرف تیرہ سال چھوٹے تھے اس لئے کچھ ایسی باتیں بھی کر لیا کرتے تھے جو اوروں کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ایک بار پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ مجدد ہیں، اس کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ ایک بھینس کے بچے نے بھینس سے پوچھا کہ اماں ری اماں! پدُمنی کسے کہے ہیں؟ تو بھینس نے کہا کہ چُپ چُپ! لوگوں کا خیال میری ہی طرف ہے۔ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ پوچھا کہ حضرت! اور واضح کیجیے، ابھی تو یہ بات واضح نہیں ہوئی، فرمایا کہ

ہاں بھئی! میرا بھی یہی خیال ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک خاص بات اور کہتا ہوں کیونکہ آپ میرے خاص ہیں کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے احباب میں دو شخصیتیں بہت اعلیٰ مقام پر پہنچیں، ایک مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لیکن اب میری تحقیق یہ ہے اور میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ مولانا اشرف علی تھانوی ان دونوں سے اونچے گئے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا ایک واقعہ

دیکھو، یہ یاد دلا رہے ہیں کہ وہ قوالی کا قصہ کیا تھا؟ تو مرحوم حکیم سعید صاحب نے بتایا کہ ہم اور تمہارے شیخ ساتھ پڑھتے تھے، پندرہ سال سولہ سال کی عمر رہی ہوگی، بچپن میں ایک جگہ قوالی میں چلے گئے تو وہاں لوگوں کو حال آنے لگا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ میں اپنے ساتھ سوئی لے گیا تھا، جب کوئی حال دکھانے کے لئے اٹھنے لگتا تھا تو میں سوئی اس کے چبھو دیتا اور پھر جلدی سے اپنے مراقبہ میں ہوجاتا۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ تین دفعہ میں نے یہی حرکت کی تو وہ سب حال بالکل بھول گیا۔

اللہ کی قائم کردہ حدود اور اعتکاف کا مسئلہ

تو معتکفین کے بارے میں ایک آیت قرآن میں نازل ہوئی ہے۔

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (سورۃ البقرۃ: آیۃ ۱۸۷) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حالتِ اعتکاف میں تم لوگ اپنی بیویوں کو استعمال نہیں کر سکتے، اس سے تصوف کا کیا مسئلہ ملا؟ اس سے تقویٰ کی کون سی راہ ملی؟ اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچنے کا اس میں زبردست راستہ بتایا ہے کہ اپنی بیویوں سے مباشرت اور صحبت نہ کرو درآنحالیکہ تم مسجد میں

اعتکاف کر رہے ہو۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ دس معتکفین کے سامنے بیوی کے ساتھ ایسا معاملہ کیسے کوئی کر سکتا ہے؟ تو ایسے مواقع گاؤں وغیرہ کی مساجد میں پیش آسکتے ہیں لیکن مجھے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم بھی دیا اور حکم کو آسان کرنے کا نسخہ بھی بیان فرمایا۔ جیسے کوئی ابّا بیٹے سے کہے کہ بیٹا سگریٹ مت پیا کرو، جب سگریٹ پینے کو دل چاہے تو تم ایک کالی مرچ منہ میں دبالیا کرو، کالی مرچ سے دماغ میں قوت بھی آئے گی، بلغم بھی نکلے گا اور منہ بھی چٹ پٹا سا ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں تم مسجد میں اکیلے اعتکاف کر رہے ہو اور تمہاری بیوی کھانا لائے تو تم حقِ زوجیت ادا کرنے لگو، ایسا فعل اعتکاف کی حالت میں حرام ہے۔ اللہ کی اس رحمت پر قربان جائیے کہ اس حکم کو کتنا آسان کر دیا کہ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یہ ہماری حدود ہیں، ہمارے قانون کی حدود ہیں فَلَا تَقْرَبُوْهَا ان کے قریب بھی نہ جانا، ایسے موقع پر بیوی سے کھانا بھی نہ منگواؤ، لڑکے سے منگواؤ، کسی اور کو بھیجو کیونکہ زیادہ قریب ہونے سے ہوسکتا ہے کہ تم پھسل جاؤ۔

اس کو ایسے سمجھو کہ آپ کا ایک کھیت ہے، آپ کا پڑوسی آپ کے کھیت کے پاس اپنی بکریاں اور گائے چَراتا ہے۔ آپ اس سے کہتے ہیں کہ میری آپ سے دوستی مجھے بہت عزیز ہے لیکن آپ اپنے جانور میرے کھیت کے قریب کیوں چرا رہے ہیں؟ ہوسکتا ہے کہ آپ اُدھر دیکھیں اور یہ میرے کھیت میں منہ مار لے۔ تو جس طرح آپ اپنے کھیت کے قریب جانوروں کو نہیں آنے دیتے، اللہ تعالیٰ کا بھی اس میں یہی راز ہے کہ تمہارا نفس مثل جانور کے ہے، گناہوں کے اسباب کے قریب بھی نہ رہو، ان سے گپ شپ مت لڑاؤ ورنہ آہستہ آہستہ زہر تمہارے اندر گھس جائے گا اور تم قابلِ حیرت اور قابلِ تعجب حالات میں گناہ میں مبتلا ہو جاؤ گے، ابھی ذرا سی دیر میں نفس متقی تھا

ابھی ذرا سی دیر میں فاسق ہو گیا۔تو اس آیت سے یہ بہت بڑا سبق ملا کہ اسبابِ گناہ سے قریب بھی نہ رہو اور جب ایمان عزیز ہو جائے گا تو اسبابِ گناہ سے آپ خود بھاگیں گے،ان شاء اللہ۔جس کے پاس کوئی دولت ہوتی ہےتو دائیں بائیں بیٹھنے والوں کوبھی دیکھتا رہتا ہے کہ کہیں جیب تو نہیں کاٹ رہاہے، بیٹھنے والوں سے فاصلہ رکھتا ہے۔

حضرت والا دامت برکاتہم کا ایک سالک کو الہامی جواب

میرا ایک مرید پڑھائی کے لئے فلپائن گیا تو اس نے مجھے خط لکھا کہ یہاں بہت عریانی ہے، میں وضو کر کے چلتا ہوں لیکن فلپائنی لڑکیاں بس میں مجھ سے مل کے بیٹھ جاتی ہیں جس سے میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔میرے برابر میں اگر جگہ خالی ہوتی ہےتو اس پر کبھی کوئی لڑکی آکر بیٹھ جاتی ہے، وہاں اس چیز کو بالکل معیوب محسوس نہیں کیا جاتا،تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ ایسے موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیے؟اس کے جواب میں آپ کیا لکھیں گے؟ پہلے اپنا جواب سوچو پھر میرے جواب کی قدر کرو گے۔میں نے اسے لکھا کہ پہلے تو مَردوں کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کرو،اگر کوئی دوسری سیٹ خالی ہوتو اس سیٹ پر بیٹھے رہنا حرام ہے اور اٹھ کر دوسری جگہ جانا واجب ہے۔لیکن اگر کوئی دوسری جگہ نہ ہوتو ایسی مجبوری کی حالت میں تم اپنے ساتھ اپنی کتابوں کا جو بستہ لے کر جاتے ہو،اسے اپنے اور اس لڑکی کے درمیان میں رکھ دو،اس طرح کچھ فاصلہ ہو جائے گا۔

ان سے کچھ فاصلے مفید رہے
میرے ایامِ غم بھی عید رہے

جس کے پاس تقویٰ کی دولت ہو،اللہ کی محبت کا پٹرول جس کے سینہ میں ہو، پھر بڑا ظالم ہے جو حسینوں سے دور نہیں رہتا،اگر کہیں اچانک نظر پڑ جائے تو کہو

اے اللہ! ان انگاروں سے میری حفاظت فرما، یہ دوزخ کے انگارے ہیں، آپ کے دین اور ایمان کو جلا کر خاک کردیں گے، قرآن پاک کا حکم ہے: قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ یہ مت سمجھو کہ یہ تصوف کا حکم یا پیری مریدی کی باتیں ہیں، قرآن اعلان کر رہا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نظروں کو اجنبی اور نامحرم عورتوں پر نہ ڈالیں۔ نگاہ بچا کر دل کو صدمہ تو پہنچتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایسے دل کے سینکڑوں بوسے لے لیتے ہیں ۔

از لبِ نادیدہ صد بوسہ رسید
من چہ گویم روح چہ لذت چشید

جن ہونٹوں کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا، اللہ کے ان ہونٹوں سے سینکڑوں پیار دل کو محسوس ہو جاتے ہیں، میں نہیں کہہ سکتا کہ روح کو کیا مزہ آتا ہے جب بندہ اپنی نظر کو حسینوں سے بچاتا ہے۔ اور میرے شیخ اس شعر کو صبح تہجد کے وقت پڑھا کرتے تھے، بیدار ہو کر وضو کے لئے جا رہے ہیں اور یہ پڑھ رہے ہیں ۔

عشقِ من پیدا و دلبر ناپدید

ایسا محبوب کوئی دکھلائے جسے دیکھا نہ ہو اور اس پر جانیں فدا ہوتی ہوں، اللہ کے راستے کا ایک ذرہ غم ساری دنیا کی خوشیوں سے افضل ہے، اللہ کے راستے کا ایک کانٹا ساری دنیا کے پھولوں سے افضل ہے، آہ! کاش ہم کو اس کی قدر ہوتی، اے اللہ ہم کو یہ توفیق دے کہ ہم اپنی زندگی کی ہر سانس کو آپ پر فدا کریں اور ایک سانس بھی آپ کو ناراض نہ کریں۔

تو اپنے معتکف دوستوں کی خاطر یہ چند باتیں بتا دیں، پتا نہیں اگلے سال کون زندہ رہتا ہے کون نہیں رہتا؟ کوئی ضمانت ہے؟ کوئی انشورنس تو نہیں کرایا کسی نے؟ اور اگر کرایا بھی ہے تو بھی عزرائیل علیہ السلام نہیں چھوڑیں گے بلکہ انشورنس کا فارم پڑھ کے اور جلدی روح نہ نکال لیں کہ اچھا! آپ انشورنس بھی کراتے ہیں جو کہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی زندگی میں برکت دے اور پھر

اگلے سال رمضان دِکھادے۔ یہ ہم کیوں مانگتے ہیں؟ جلدی سے اللہ میاں سے ملاقات کیوں نہ ہوجائے؟ یہ ہمارے بزرگوں نے پسند نہیں فرمایا اس لئے کہ ایک پردیسی جس نے ابھی کچھ کمایا نہ ہو، کیا وہ وطن جانا چاہے گا؟ دیکھتا ہے کہ ابھی تو میں کنگال ہوں، اس لئے ہم بھی ابھی اور زندگی مانگتے ہیں تاکہ اور زیادہ عبادت کرلیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے اعمال کرلیں لیکن اپنی طرف سے تیار رہنے کا بھی حکم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب نماز پڑھو تو سمجھو کہ یہ میری آخری نماز ہے، تو آج رمضان کا آخری دن ہے لہٰذا خوب اللہ سے مانگ لیں، اپنے لئے اپنے بچوں کے لئے، ہمارے لئے۔ اور اللہ سے اللہ کو مانگ لیں، جس نے اللہ سے اللہ کو نہ مانگا میرے نزدیک اس نے کچھ نہیں مانگا، اور میری کیا حقیقت ہے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

اے اللہ ہمیں نفس وشیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی غلامی کی
نعمت سے مشرف فرمادیجئے، سو فیصد ہمیں اولیاء اللہ کے
اعمال واخلاق نصیب فرمادیجئے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ







عرس، برسی اور کسی کی پیدائش کا دن منانے کی حقیقت

آج ربیع الاول کے مہینہ کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے کیونکہ اس زمانہ میں بہت سے ایسے اعمال ہیں جو ہماری مسجد میں نہیں ہوتے مثلاً بعض مسجدوں میں بہت زیادہ چراغاں اور روشنی ہوتی ہے، کہیں رات دن قوالیاں ہورہی ہیں اور کہیں جلوس نکل رہے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر حقائق کو نہ پیش کیا جائے تو بعض لوگ ہماری طرف سے بدگمانی کریں گے کہ ان کو حضور ﷺ سے عشق ومحبت نہیں ہے جبھی تو انہوں نے روشنی نہیں کی، چراغاں نہیں کیا، جلوس نہیں نکالا، قوالی نہیں کی اور اپنے لوگ جو کم علم کے ہیں انہیں بھی احساس ہوسکتا ہے، شیطان وسوسہ ڈال سکتا ہے کہ شاید ہم لوگوں کے اندر کوئی کمی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ سیّد الانبیاء ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی جس میں ایک فرقہ نجات پائے گا، صحابہ نے پوچھا کہ وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مَآ اَنَا عَلَیۡهِ وَاَصۡحَابِیۡ جس راستہ پر اللہ کا رسول ہے اور وہ راستہ جس پر میرے صحابہ ہیں، معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا جو طریقہ ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو طریقہ ہے اس پر چلنے والے نجات پائیں گے۔ آج کل اخبار میں آتا ہے کہ کہیں فلاں کی وفات کا جلسہ ہے، کہیں فلاں کی پیدائش کا جلسہ ہے، اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا یوم پیدائش منانے میں کیا حرج ہے؟ سوال یہ ہے کہ سیّد الانبیا ﷺ نے اپنے زمانۂ نبوت میں جس میں ۱۳ برس آپ نے مکہ مکرمہ میں گذارے اور دس برس مدینہ شریف میں گذارے تو کیا اس زمانے میں آپ نے کسی پیغمبر کی وفات کا دن منایا؟ کسی پیغمبر کی پیدائش کا دن منایا؟ آپ کی بیبیوں میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، کیا آپ نے اگلے سال وہ دن منایا کہ پچھلے سال اس دن کو ہماری بیوی کا انتقال ہوا تھا لہٰذا آج کے دن کچھ دیگ ویگ پکوا کر ثواب پہنچا دو تا کہ ان کی یاد تازہ ہوجائے؟ اس کو آج کل کہتے ہیں ڈے منانا۔ اصل میں جب پیٹ زیادہ بھر جاتا ہے تو منہ سے ڈے ڈے ڈے نکلتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے معدے میں غیر اسلامی، غیر شرعی، سنت کے خلاف اتنی زیادہ رسمیں گھس گئی ہیں کہ ان کے منہ سے ڈے ڈے نکل رہا ہے اس کو ثواب سے کیا تعلق؟ یہ چیز یورپ سے آئی ہے، کسی کی پیدائش کا، کسی کی غمی کا دن منانا یورپ والوں نے یہ کام شروع کیا۔ (از مواعظ حسنہ نمبر ۷۳: آدابِ عشقِ رسول ﷺ)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ